محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عن عبداللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ستر عورۃ اخیہ ستر اللہ عورتہ یوم القیامۃ ومن کشف عورۃ اخیہ المسلم کشف اللہ عورتہ حتی یفضحہ بھا فی بیتہ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنے بھائی کے عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن، اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرے گا۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ظاہر کرتا ہے، اللہ اس کے عیب ظاہر کرے گا، یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس کے گھر ہی میں اسے ذلیل کر دے گا۔

اسلام میں جن اخلاقی قدروں کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے، ان میں اکرامِ مسلم اور احترام مومن سرِ فہرست ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کو ضروری قرار دیا ہے۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی عزت کرتا اور اس کے لیے دل میں اچھے جذبات رکھتا ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ میں اس کی بے حد تعریف کی گئی ہے۔ اور جس شخص کا دل اپنے مسلمان بھائی کی تکریم سے خالی ہے اور وہ کسی نہ کسی طرح اس کے درپے آزار رہتا ہے، آنحضرتؐ نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے۔

کسی کو تکلیف پہنچانے اور ایذا دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ اس کی اہانت کرنا، اس کی تذلیل کرنا، اس کو گالی گلوچ دینا، اس کے عیب لوگوں کو بتانا اور ان کی تشہیر کرنا، ایذا رسانی کی ذیل میں آتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو انتہائی مذموم حرکت قرار دیا ہے۔

اس کے برعکس مسلمان کی پردہ پوشی کرنا اور اس کے ذاتی عیوب و نقائص کو چھپانا، بہت بڑی نیکی اور ایک اہم اخلاقی قدر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفت کے حامل شخص کی تعریف کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی لغزشوں کو چھپاتا اور ان پر پردہ ڈالتا ہے، اللہ قیامت کے دن جب کہ لوگوں کی غلطیاں ایک خاص شکل میں متشکل ہو کر ان کے سامنے آکھڑی ہوں گی، اس کی غلطیوں اور لغزشوں پر پردہ ڈال دے گا کسی پر اُن کو ظاہر نہیں ہونے دے گا۔ صرف اس لیے کہ اس شخص نے دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کی غلطی پر پردہ ڈالا تھا۔ لیکن جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرتا اور اس کے نقائص لوگوں کو بتاتا ہے، اللہ کی طرف سے اسی دنیا میں اس کے عیب ظاہر ہو جائیں گے اور ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ وہ خود اپنے ہی گھر میں اپنے اس غلط کردار کی وجہ سے ذلت و فضیحت میں مبتلا ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں دو قسم کے لوگوں کے ذاتی کردار کا ذکر فرمایا گیا ہے اور اس کردار سے جو نتیجہ نکلتا ہے، اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

ایک ان لوگوں کا جنھیں اس بات کا پوری طرح علم ہوتا ہے کہ فلاں شخص کسی غلطی کا مرتکب ہوا ہے، اور اس سے فلاں لغزش سرزد ہو گئی ہے، مگر وہ اس کی تشہیر نہیں کرتے اور کسی کے سامنے اس کا ڈھنڈورہ نہیں پیٹتے، فقط اس لیے کہ غلطی کا ارتکاب کرنے والا شخص معاشرے میں یا اپنے خاندان اور اعزہ و اقارب اور حلقہ احباب میں بدنام نہ ہو جائے، اور لوگوں میں اس کی توہین نہ ہو۔ اللہ ان پردہ پوش لوگوں سے خوش ہوتا ہے اور انھیں اس کردار کا بہتر بدلہ ملتا ہے کہ انھوں نے دوسرے کے عیب کو محض لوجہ اللہ لوگوں سے چھپائے رکھا اور غلطی کرنے والے کو جہاں تک ممکن ہو سکا، معاشرے میں ذلیل ہونے سے بچایا۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو دوسروں کے عیوب و نقائص کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔ اگر انھیں کسی کی چھوٹی موٹی غلطی کا پتا چل جائے تو اسے خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ ان کی یہ پوری کوشش ہوتی ہے کہ اس غلطی کو ہر شخص کے علم میں لے آئیں۔ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں اس شخص کی عزت و آبرو باقی نہ رہے اور لوگ اس کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں۔

اس قسم کے لوگ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک انتہائی قابلِ نفرت ہیں اور کسی نہ کسی صورت میں جلد یا بدیر اپنے کیے کی سزا پاتے ہیں۔

دوسروں کی غلطیوں کو اچھالنے اور ان کی لغزشوں کو پھیلانے والے لوگ معاشرے کے ہر طبقے میں پائے جاتے ہیں۔ پڑھے لکھے حضرات میں بھی یہ عادت پائی جاتی ہے اور ان پڑھ لوگوں میں بھی، لیکن ہر شخص کا طریقِ اظہار اور اسلوب بیان مختلف ہوتا ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس سے وہ غلطی یا عیب مراد ہے جس کی نوعیت انفرادی ہو اور وہ کم اہمیت کی حامل ہو — اگر غلطی اجتماعی نوعیت کی ہو اور اس کے اثر کا ... سے پورے اسلامی معاشرے کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو اور اس کے چھپانے سے کسی بھی سطح پر قومی، ملکی اور اجتماعی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو اس سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے اور متعلقہ لوگوں کے علم میں لاکر معاشرے کو اس کے خطرناک نتائج سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مطالعہ حدیث

از مولانا محمد حنیف ندوی

گولڈزیہر (GOLDZAHIR) اور اس قبیل کے دوسرے استشراق زدہ حضرات نے حدیث و سنت کے بارے میں اس ہرزہ سرائی کو علمی و تحقیقی قالب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ اس کی تدوین و تسوید تیسری صدی ہجری میں محض تاریخی عوامل کی بنا پر معرض ظہور میں آئی۔ مولانا ندوی نے اس کتاب میں اس اعتراض کا مثبت انداز میں جواب دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ حدیثِ نبوی کی اشاعت و فروغ اور حفظ و صیانت کا سلسلہ عہدِ نبوی سے لے کر صحاح ستہ کی تدوین تک ایک خاص قسم کا تسلسل لیے ہوئے ہے، جس میں شک و ارتیاب کی کوئی گنجائش نہیں پائی جاتی۔ علاوہ ازیں اس میں مولانا نے حدیث کے علوم و معارف پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ ایک مکمل سائنس ہے، جس میں نہ صرف رجال و روایات کی جانچ پرکھ کے پیمانوں کی تشریح کا اہتمام کیا گیا ہے، بلکہ ان اصولوں کی نشان دہی کی گئی ہے جن سے محدثین نے متن کی صحت و استواری کا تعین کیا ہے۔ اسلام میں حدیث و سنت کا کیا درجہ ہے، اس نے کب اور کس طرح تدوین و تصنیف کے محنت طلب مرحلے طے کیے اور کن موثق علمی ذرائع سے ہم تک اس کی برکات پہنچیں، یا یہ کہ یہ اپنے آغوش میں تحقیق و تفحص کے کن معیاروں کو سمیٹے ہوئے ہے؟ ان سوالات کا تحقیقی جواب اگر مطلوب ہو تو اس کتاب کا مطالعہ کیجیے۔

صفحات : ۲۱۶ + ۱۲ قیمت : =/۱۶ روپے

ملنے کا پتا : ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور